

حاملہ عورت سجدہ کیسے کرے؟



دارالافتاء اہلسنت
Darul Ifta Ahle Sunnat

تاریخ: 07-07-2025

ریفرنس نمبر: FSD-9395

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ایک ایسی خاتون کہ جو اُمید سے ہے، اُسے سجدہ کرتے ہوئے اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ لگانے میں تکلیف اور آزمائش کا سامنا ہے۔ عام حالت میں تو ممکن تھا، مگر اب حمل کا ساتواں ماہ ہے، جس کے سبب معمول کے مطابق سجدہ کرنا مشکل ہے۔ کیا وہ پیٹ کو رانوں کے ساتھ مس کیے بغیر کچھ اونچی رہ کر، یعنی پیٹ کو کچھ اوپر رکھ کر سجدہ کر سکتی ہیں؟

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الجواب بعون الملک الوہاب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

اگر عورت کو اُمید سے ہونے یا کسی بھی دوسرے عذر کے سبب پیٹ کو رانوں کے ساتھ لگانا دشوار اور تکلیف دہ ہو، تو پیٹ کو رانوں سے جدا رکھ کر سجدہ کر سکتی ہے۔ اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں، کیونکہ عورت کے حق میں سمٹ کر رانوں کو پیٹ سے لگاتے ہوئے سجدہ کرنا سجدے کی سنتوں میں سے ہے۔ فقہائے دین نے عورت کی کیفیتِ سجدہ بیان کرتے ہوئے ”ینبغی للمرأة“ اور ”السنة فی حقها“ کے جملے استعمال کیے ہیں، جو اس طریقے کے ”سنتِ سجدہ“ ہونے کی دلیل ہے، لہذا عذر کے سبب اس انداز کو چھوڑنے کی بھی اجازت ہے، بلکہ جب اس کے بغیر ممکن

نہیں تو ایسا کرنا ضروری ہوگا، نیز ہمارا دین اسلام مرد و عورت کو اُن کی طاقت و حالت کے مطابق ہی مکلف بناتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ﴿لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اللہ کسی جان پر اس کی طاقت کے برابر ہی بوجھ ڈالتا ہے۔“

(سورۃ البقرہ، پارہ 3، آیت 286)

دوسرے مقام پر دین اسلام کا مزاج بیان کرتے ہوئے ارشاد ہوا: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي

الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ ترجمہ کنز العرفان: ”اور تم پر دین میں کچھ تنگی نہ رکھی۔“

(سورۃ الحج، پارہ 17، آیت 78)

اصولی حکم یہی ہے کہ عورت پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملا کر سجدہ کرے اور یہ سنت ہے،

چنانچہ علامہ شرنبلالی حنفی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (وصال: 1069ھ / 1658ء) لکھتے ہیں: ”يسن انخفاض

المرأة ولزقها بطنها بفخذها لأنه عليه السلام مر على امرأتين تصليان فقال: إذا سجدت ما فضا

بعض اللحم إلى بعض فإن المرأة ليست في ذلك كالرجل“ ترجمہ: عورت کے لیے نماز میں

اپنے جسم کو سمیٹنا اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لینا مسنون ہے، کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم دو نماز پڑھتی ہوئی عورتوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: جب تم دونوں سجدہ کرو تو اپنے جسم

کے بعض حصے کو بعض سے ملا لیا کرو (یعنی اپنے آپ کو سمیٹ لیا کرو)، کیونکہ عورت اس معاملے

میں مرد کی طرح نہیں ہے۔

(مراقی الفلاح شرح نور الايضاح، صفحہ 100، مطبوعۃ المكتبة العصرية)

شمس الدین علامہ ابن امیر الحاج حنفی رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (وصال: 879ھ / 1474ء) لکھتے ہیں: ”أما

المرأة، فينبغي أن تفرش ذراعيها وتنخفض ولا تنتصب كانتصاب الرجل وتلصق بطنها

بفخذها؛ لأن ذلك أستر لها“ ترجمہ: رہی بات عورت کی، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے بازوؤں کو

زمین پر بچھالے، اپنے جسم کو پست رکھتے ہوئے سمیٹ لے، مرد کی طرح بلند نہ ہو (یعنی اعضاء کو

اٹھا کر نہ رکھے) اور اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لے۔ کیونکہ یہ طریقہ اس کے لیے زیادہ پردے والا ہے۔

(حَلَبَةُ الْمُجَلِّي شرح مُنْيَةِ الْمُصَلِّي، جلد 02، صفحہ 164، دارالکتب العلمیہ، بیروت)

رئیس الفقہاء، علامہ وصی احمد محدث سُورَتِي رَحْمَةُ اللَّهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (وِصَال: 1334ھ/1916ء) نے

لکھا: ”اما المرأة فينبغي ان تفتش ذرا عيها وتنخفض ولا تنتصب كانتصاب الرجل ويلصق بطنها بفخذيها۔۔ فكان السنة في حقها ما كان استر من الهيئة“ ترجمہ: عورت کو چاہیے کہ وہ اپنے بازوؤں کو زمین پر بچھالے، اپنے جسم کو پست رکھے، اور مرد کی طرح (اپنے اعضاء کو) بلند نہ کرے۔ اسے چاہیے کہ وہ اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے ملا لے۔۔ پس اس کے حق میں مسنون طریقہ وہی قرار پایا جو ہیئت سب سے زیادہ پردے والی ہو۔

(التعليق المجلي لمافي منية المصلي، صفحہ 311، ضياء القرآن، لاہور)

البتہ عذر ہو تو عورت اس سنتِ سجدہ (پیٹ رانوں سے ملانے) کو چھوڑ سکتی ہے، چنانچہ اس

مسئلہ کی مثال یہ ہے کہ مرد کے لیے قعدہ میں بیٹھنے کا سنتِ طریقہ یہ ہے کہ دایاں پاؤں کھڑا کر کے بائیں کو پھیلا کر اُس پر بیٹھے، مگر عذریاً تکلیف کی صورت میں جس طرح آسانی ہو، اُسی طرح بیٹھنے کی

اجازت ہے، چنانچہ ”صحيح البخاري“ میں ہے: ”عن عبد الله بن عبد الله أنه كان يرى عبد الله بن عمر رضي الله عنهما يتربع في الصلاة إذا جلس، ففعلته وأنا يومئذ حديث السن، فنهاني عبد الله بن عمر، وقال: إنما سنة الصلاة أن تنصب رجلك اليمنى، وتثني اليسرى، فقلت: إنك تفعل ذلك؟ فقال: إن رجلي لا تحملاني“ ترجمہ: حضرت عبد اللہ بن عبد اللہ رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ سے

مروی ہے۔ انہوں نے حضرت عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى عَنْهُ کو دیکھا کہ جب وہ نماز میں بیٹھے تو چار زانو بیٹھے۔ میں چونکہ نو عمر تھا، لہذا میں نے بھی ایسا ہی کیا۔ مجھے عبد اللہ بن عمر رَضِيَ اللهُ تَعَالَى

عَنْهُ نے منع کر دیا اور فرمایا کہ نماز میں بیٹھنے کا سنتِ طریقہ یہ ہے کہ تم اپنا دایاں پاؤں کھڑا کرو اور

بایاں پاؤں پھیلا دو۔ میں نے عرض کیا: پھر آپ ایسا کیوں کرتے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا:
میرے پاؤں میرا بوجھ نہیں اٹھاتے۔

(صحیح البخاری، جلد 01، صفحہ 165، مطبوعہ دار طوق النجاة، بیروت)
 یونہی اگر کسی شخص کو عذر شرعی ہو اور وہ کھڑا ہو کر نماز پڑھنے سے عاجز ہو تو بیٹھنے میں جس ہیئت میں بھی آسانی محسوس کرے، اسی طرح بیٹھ جائے، چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی دمشقی رَحْمَةُ اللهِ تَعَالَى عَلَيْهِ (وصال: 1252ھ / 1836ء) نے لکھا: ”أقول: ينبغي أن يقال إن كان جلوسه كما يجلس للتشهد أيسر عليه من غيره أو مساويا لغيره كان أولى وإلا اختار الأيسر في جميع الحالات“ ترجمہ: میں کہتا ہوں: یوں کہا جانا بہتر ہے کہ اگر مریض کو تشہد والے انداز میں بیٹھنا کسی دوسری ہیئت میں بیٹھنے سے آسان لگے یا دوسری ہیئت کے برابر آزمائش ہو، تو پھر ہیئت تشہد میں بیٹھنا ہی اولیٰ ہے، ورنہ ساری نماز میں جو آسان ترین ہیئت محسوس ہو، اُسے ہی اختیار کر لے۔
 (رد المحتار مع درمختار، جلد 4، صفحہ 533، مطبوعہ دار الثقافة والتراث، دمشق)

والله اعلم عز وجل ورسوله اعلم صلى الله تعالى عليه وآله وسلم



کتبہ
 مفتی محمد قاسم عطاری

11 محرم الحرام 1447ھ / 07 جولائی 2025